رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



M.B.KHAN ARTIST OODAWAN LUCKNOW

ہر بیماری کا علاج خود کرلو

یورپ کے حکیم جو گھر بیٹھے ڈاکٹروں کی بنائی ہوئی کتاب مجرب الطبی (کتاب خود معالج) کا ترجمہ اردو میں ہوا ہے جس سے ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی سہل و آسان ہے۔ نسخے جن میں بیان کیے گئے ہیں ان سے بہترین فائدے ہیں۔ ہزاروں روپیہ کی دوائیں نسخہ یہ تیار کرنا ہیں۔ اس کتاب کے نسخے ہیں جو نہایت مجرب ہیں۔ قیمت فی کتاب مجلد عمر علاوہ محصول۔

مفت لو۔ جو صاحب ہم سے یہ کتاب خریدیں گے ان کو کام معلوم ہونے کے لیے طبیب کی ڈاکٹری حکمت بھی بلا قیمت بھیجا جاوے گا۔

المشتہر منیجر دفتر چراغ حکمت علی گڈھ شہر یوپی

طب یونانی - ایورویدک - ہومیوپیتھک کی تعلیم

بالکل مفت

جنوری ۱۹۱۱ء میں داخل ہونے والے طلبا رتیں بلا خرچ تعلیم طلبائے ہیں لیجاتی ہے مستعد اور لائق طلبا بلا فیس تعلیم دیتے ہیں درخواست بھیجکر جلد پراسپکٹس طلب کیجیے۔

پرنسپل گورنمنٹ رجسٹرڈ ہائیڈروپیتھک انسٹی ٹیوٹ میرٹھ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین صاحب ایل ایل ڈی کونسٹ الہ آباد کے کار آمد خلاق مصنفات یہ وہ نادر تصنیفات ہیں جنھوں نے اردو زبان کو علمی زبان بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھ جانا چاہیے اور کام کا آدمی بنانا ہے اگر خود پڑھے تو زندگی کی قدر و قیمت بڑھا ہے۔

علم الاخلاق - مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل ہے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل ہے مجلد قیمت مع محصول ڈاک .... عمر

افراد کا سبب پیشہ ورکے سامنے کی چیز ہے - اردو ۱۲

الدین اور الکون یعنی مذہب و سائنس اردو ۱۲

امور عامہ مغربی فلسفہ علمی کا کار آمد ہے ۱۲

زائد خریداروں کو کمیشن معقول دیا جائے گا۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

سدھا سندھو

دانت و دہان کی دوا

[illegible] سکھا سندھو ... اس دوا کے استعمال سے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں ... ایک بے مثال دوا ہے جس کے چند قطرے پانی میں ڈال کر کلی کرنے سے ایک ہی دن میں فائدہ ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی ... محصول ڈاک ... ایک ساتھ خریدنے سے محصول ڈاک معاف ... دوا کو ... بہت کم خرچ سے ... ملے گا۔

دودھ کیسری یعنی داد کی دوا

چاہے کیسا ہی پرانا داد ہو ... آرام کر دیتی ہے۔ ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ... ایک ساتھ منگانے سے محصول ڈاک خرچ معاف۔

بال سدھا

کمزور اور روکھے بال ... بچوں کو ... اور طاقتور بنانا ہو تو اس دوا کو منگا کر دیکھیے۔

فی شیشی ۱۲ محصول ڈاک ۔

بڑی فہرست منگانے پر مفت بھیجی جائے گی۔ ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

پتہ:- سکھ سنچارک کمپنی متھرا

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

جھپو

یہ پر از ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے۔ اس کے صفحات بطور فائل علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں۔ ابتدا سے ۱۹۱۰ء سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں انھوں نے مسلسل ملاحظہ کر لیا ہوگا لیکن سہ ماہی اور ششماہی خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ناواقف ہوں گے۔ یہ مرتب فائل اُن کے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے۔

قیمت علاوہ محصول ڈاک عمر

المشتہر

منیجر اودھ پنچ

نسخہ طلا

کجی - لاغری اور کمزوری کے لیے نفع بخش ہے اور بہت قوت پیدا کرتا ہے۔ خوشبودار اور بلا جذب بھی ہے تندرست اور معمولی مریضوں کے لیے عجیب تماشا ہے۔ اس کے لگانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ اور روز اول کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے قیمت بانچ روپیہ (صہ) نمونہ کا بکس صرف عہ مع محصول ڈاک۔

ماربل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۸۹۳ رنگون ملک برہما

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید تصدق حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق

عجب دلچسپ نظم ہے جسے اور شاعر کی ظرافت استادی سے ... قیمت فی جلد عمر

وی پی اور منی آرڈر بھیجنے سے

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاعری جزویست از پیغمبری

لکھنؤ کے مشہور قادر الکلام خوش گو شیوہ بیان شاعر جناب پیارے صاحب رشید مرحوم کے حالات زندگی مع تصویر المسمیٰ بہ حضرت رشید مع انتخاب مرثیہ و رباعی و قصیدہ و غزل و سلام وغیرہ مولفہ سید آغا اشہر لکھنوی نہایت محنت سے فراہم کیے گئے ہیں۔ آپ خاندان میر انیس مرحوم کے ایک موقر فرد تھے یہ کتاب سفید چکنے کاغذ پر واضح خط میں صفائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ اصناف سخن کے مختلف نمونے اس میں موجود ہیں ادب اردو کے نازک پہلو دکھائے گئے ہیں۔

قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ نمبر ۴

مضامین غیب

مورخہ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۲۴

شعر مرا بمدرسہ کہ برد

نمبر ۲

اچھا میں آج اسکا فیصلہ ہی کیے دیتا ہوں۔ میں نے نوٹ بک پر شعرائے حال کے نام نوٹ کر لیے ہیں ان کو یہ خط چھپوا کر بھیجتا ہوں۔ گو یہ نثر میں اردو تحریر جائے گی مگر دیکھوں کیا جواب آتا ہے۔ کم سے کم ان کو یہ تو معلوم ہو جائے کہ اردو یوں لکھی جاتی ہے تعلیم یافتہ لوگ اردو کے سرپرست لا تیقن ایسی اردو پر دلدادہ ہیں۔ یہ خیال کرکے آدمی سے کہا کہ چھپوا کرے ہمارے لکھنے کی گدی (رائٹنگ پیڈ) اور مستغنی قلم (فاؤنٹین پن) لا دو۔ وہ عرصہ سے نوکر تھا یہ لغت جانتا تھا فوراً لایا اور حضرت نے یہ تحریر لکھی۔

نقل خط۔

ایک اوپر بیس۔ نواں مہینہ تیسویں برس کا

ہمارے مینگے "موزوں گن" لوکا

یہ پینڈے میں قلم خود نویس آپکے دھیان کو پیچھے آنے والی ڈک کی طرف یوں کھینچتا ہے کہ وہ بھی اردو جیب کا حیرت کا مارا ہے اور دھکے دل کی گہرائی کے تشکر ٹھیک بالکل اندر پہنچا ہے کہ اپنے ہمدردوں کے ہاتھ بٹانے کی چھٹی چپائی کرے۔

پینڈے میں نام نویس کو یقین ہے کہ یہی درد آپ کو لگا ہوا ہے اور ہم آپ دونوں یہی درد سختی سے کھا رہے ہیں لہذا کوئی وقت اور دن بچا ٹھہر کر دیجیے کہ پینڈے میں نام لکھنے والا دھیان کی الٹ پھیر اور بدلا بدلی کرے۔ پیشگی شکریہ گن ٹھان لیجیے اپنا ماحل نرا گمرا۔ جا گران۔

(نوٹ) یہ ترجمہ اردو ہے انگریزی مسودہ کا جو پہلے لکھا گیا تھا ناظرین پنچ انگریزی خواں کے لیے مسودہ درج ذیل ہے۔

My dear Poet <u>Shola</u>,

The under-signed draws your attention to the following point:-

That he is also an admirer of the Urdu language and his hearty desire is to correspond with his sympathisers and co-operate with them.

He is sure that you are also feeling the same, and therefore we both are in the same trouble. So kindly fix some day for the under-signed to change his ideas with you.

Thanking you in anticipation

Believe him to be your very sincerely

Mai-Zamir

یہ خط چھپوا کر ہر شاعر کے پاس بھیجا گیا۔ لفظ شعلہ کی جگہ دوسرا تخلص دوسرے شاعر کا لکھ دیا گیا۔ شاعروں نے جو پڑھا تو در اصل کچھ نہ سمجھے آپس میں ایک دوسرے کے پاس سنکے گئے اور یہ طے ہوا کہ یہ کسی انگریزی جاننے والے سے حل ہوگا۔ غرضکہ ایک انگریزی داں مل گئے دفتر سے آتے تھے ان سے چند شعرا نے درخواست کی انھوں نے خلاصہ مطلب سمجھا دیا کہ کاتب لکھتا ہے کہ مندرجہ ذیل امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرتا ہوں کہ میں بھی مثل آپ کے اردو کا دلدادہ ہوں۔ آپ براہ نوازش کوئی وقت معین کیجیے کہ اس مسئلہ میں گفت و شنید کی جائے اور اسکا شکریہ قبل از وقت ادا کرتا ہوں۔

فی الجملہ مطلب تو سمجھ میں آ گیا مگر مضمون ترجمہ شعرا کی تسکین نہ ہوئی۔ کہا کہ لفظاً لفظاً سمجھا دیجیے۔ ان صاحب نے کہا کہ اس وقت معاف کیجیے دفتر سے آ رہا ہوں شب کو میں لکھ کر بھیج دوں گا۔ چنانچہ شب کو یہ فرہنگ خط آئی۔

ایک اوپر بیس۔ یعنی اکیسویں
نواں مہینہ۔ یعنی ماہ ستمبر
تیسویں برس کا۔ یعنی سنہ ۱۹۲۳
اسی طرح انگریزی میں تاریخ لکھی جاتی ہے۔

ہمارے مینگے۔ یہ ترجمہ ہے مائی ڈیر کا (یعنی القاب)

موزوں گن۔ یعنی شاعر۔

لوکا۔ معاف کیجیے آپ کا تخلص مجھے معلوم ہے یہ کاتب صاحب نے اسکا ترجمہ کیا ہے یعنی شعلہ۔

پینڈے میں قلم خود نویس۔ یہ انڈر سائنڈ کا ترجمہ ہے جو انگریزی میں بجائے راقم الحروف کے لکھتے ہیں۔

دھیان۔ اٹنشن کا ترجمہ ہے توجہ۔

پیچھے آنے والی بات مندرجہ ذیل۔

ڈک یعنی مرضی ۔۔ یہی اس لفظ کے معنی ہیں جو یہاں چھپاں ہیں اور ڈک بوجہ عدم قابلیت درج کیا ہے۔

کھینچتا ہے۔ ڈرا کا ترجمہ ہے یعنی مبذول کرتا ہے۔

جیب۔ یعنی زبان۔

حیرت کا مارا۔ ایڈمائرر کا ترجمہ ہے یعنی دلدادہ (ص)

دل کی گہرائی کے تشکر ٹھیک بالکل اندر پہنچا ہے۔

ہمیشہ قلب کا بے تکا ترجمہ ہے یعنی دلی خواہش ہے۔

چھٹی چپائی کرے۔ یعنی مراسلت کرے۔

یہی درد آپ کو لگا ہوا ہے۔ یعنی آپ کو بھی یہی خیال ایذا رساں ہے۔

دونوں یہی درد سہ رہے ہیں۔ یعنی ہمدرد ہیں۔

غالباً یہ درد کھاتا ہے حل کیا ہے وہ دردِ دل کی طرح برداشت کیجیے۔

بچا ٹھہر کر دیجیے۔ یعنی مقرر کر دیجیے یہ فکس کا ترجمہ ہے

دیہاتوں کی اونٹ پھیر اور مارا ماری - یعنی راہزنی -
پیشگی شکریہ کی - یعنی قبل آپ کے تحریری جواب کے
میں شکر گزاری کرتا ہوں۔

شانِ پیچیدہ اپنا پاگل ذرا لو - یعنی مجھے اپنا مخلص
دوست کیش یقین کیجیے یہی انگریزی حق ہے۔

جاکران - اپنے نام کا ترجمہ کیا ہے جیسے آپ کے
تخلص کا کیا ہے۔

کاتب کا غالباً نام سعدی سعد [illegible] مسعود
ہوگا اب یہ آپ طے خود کریں۔ غرض کہ اس مضمون
کو کچھ کر کے سب شعرا پہلے تو بہت ہنسے پھر اردو کے
حال زار پر زار زار روئے اور یہ طے کیا کہ یہ خط
اودھ پنچ کے دفتر بھیجا جائے اور اس کا جواب
بالفعل شاعرانہ دیا جائے - چنانچہ حاضر خدمت ہے۔
راقم

ان نیچرل شاعر

شہر میں اونٹ بدنام

ڈیئر اودھ پنچ صاحب - جی میں آتا ہے کہ میں بھی آپ سے ایک سوال پوچھ ڈالوں اور اس کا جواب آپ کو دینا پڑے گا - کیونکہ پنچ اکثر آپ کے پرچہ میں زبان اردو پر مضامین دیکھے ہیں۔

سوال - جبکہ اردو زبان عربی اور فارسی کی خوشہ چین ہے اور اس کی شاعری بھی شعرائے فارس کی مقلد ہو۔ تو کے سبب بلبل کی چہن چہن قمری کی کو کو - نرگس کی آشوب چشمی وغیرہ کے بیان سے بھری ہوئی ہے۔ تو کیا سبب ہے کہ اس نے اپنی دوسری محسنہ یعنی زبان عربی کی شاعری سے کوئی مدد نہ لی یعنی عربی شاعری کی طرح جیسے ہر جگہ حضرت اونٹ کا ذکر ہے - ورنہ اس کے متعلقین کی کارگزاریاں؟ بلکہ برخلاف اس کے اردو کے شعروں میں اس غریب جانور کو الٹا کھول کے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے - کوئی کہتا ہے کہ جبھی اونٹ کی بھی پر تیاست کی ہوتی ہے - یعنی اونٹ جب کسی عضو کو منہ میں لے لیتا ہے پھر وہ اس سے باپ کا مال ہو جاتا ہے خصوصاً اس وقت کوئی کہتا ہے کہ شتر کینہ سے خدا ہی بچائے۔ کہ اصل کے پہ ورق کو حق تو وہی نکلا - یعنی شتر غمزہ بھی مشہور ہو گیا - اب اگر آپ معشوق کے غمزہ کو شتر غمزہ سے تشبیہ دیں تو یہ آپ کا تعصب اور عناد ہے - اور آگے بڑھیے آپ سراب کا ذکر کیا کرتے ہیں - تو اس بیچارے کو جہاز سراب سے تشبیہ کیوں نہیں دیتے - آپ عشاق کی فہرست میں مجنوں، فرہاد وغیرہ کو گنانے لگتے ہیں - آخر اگر اونٹ نے کسی سے پاک محبت کی ہو اور اس پر جان نثار کر دی ہو اور اس کو اپنے گلے کا ہار بنا لیا ہو تو اس کا شہرہ مثل اونٹ کے گلے کی بلی کے کیوں نہیں ہوتا اگر آپ کے شہر میں کوئی عجیب الخلقت اونٹ پیدا ہوا ہے تو آپ حق کے چھپانے میں کیوں تساہل کرتے ہیں - آپ یہ کیوں نہیں بیان کرتے کہ ہمارے شہر میں ایک اونٹ کو چند متبرک شخصوں نے اپنے حسن تعلیم سے ایسا پالا کر دیا کہ وہ آدمی میں شامل ہو گیا - عرصہ تک آغوش تقدس میں یہاں نشوونما پاتا رہا - آخر کار ریگستان کی تلاش میں راجپوتانہ کی طرف بالو کی بو سونگھتا ہوا روانہ ہوا - لیکن پنجاب کی زمین پر سبزی جو دیکھی تو حسب عادت منہ ڈال دیا یہاں کے ایک میس نے اس عجیب الخلقت جانور کو دیکھ کر پھول اور کھجور کی دعوت دی - بس پھر کیا تھا اب تو جنگلی کا سہارا ہو گیا اور وہیں سند حاصل ہو گئے۔ باظہار خلوص و عقیدت لگا رنگ جب قلفی بنگلیاں نچھاور کرنے بیٹھے میں سر لٹے تو سو مینگنیاں دو سو لیے تو دو سو - آپ کہیں گے کہ یہ تو نری ناسپاسی ہے کہ کھائے روپیہ اور دے مینگنیاں - لیکن لینے پانے والے کی نیت کا پھل ہے - اے حضرت اس مردود کا شکر نہیں ہے بے ایمان کی قبر پر لعنت کا دھنسا یا تنگ گلی کان یا شتروں کا ارمان ہے وہاں یا عمرو عیار کی زنبیل ہے - ورنہ وقت کی جو لیس تحریب - کھچڑی کی نیم ارغوان - امام دوست بنگالی سے بیں ناشتا - کتب خانے سعید - آپ جانیے جب معدہ ہضم کا میں ایسی صفائی مالک نے دیکھی تو سمجھا کہ یہ کام کی چیز اگر کسی عزیز قریب کا کھیت چروانا ہوگا تو کام آئے گی - غالباً غریب نے اس اب کی حکایت نہیں سنی تھی جس نے کھجور کے درخت میں اونٹ باندھا اور اپنے آرام کی غرض سے خیمہ کھڑا کیا تھا - یہاں اونٹ نے پہلے تھوتھنی پھر گردن خیمہ کے اندر بڑھائی مالک سمجھا کہ دھوپ سے بچانا چاہتا ہے خاموش ہو رہا موسم کی گرمی اور تکان سے نڈھال ہو کے جب سو رہا تو [illegible] آنکھ لگی کروٹ بیٹھے سے آنکھ کھل گئی اب جو یہاں دیکھیے ہیں تو سبحان اللہ انگدی کے قدم کی طرح ساحر ذریعی (اونٹ) خیمہ کی طلسم ارائے کے جیتا ہوا بیٹے کان کے بعد تھوتھنی کے عقب میں گردن اور گردن کے بعد کوہان کو ہان کے عقب میں دم سمیت میاں اونٹ داخل خیمہ ہو سے - آسائش کی خوشی میں؟ اب جانے تو خیمہ کا کمل ہو جن کے برقعے کی طرح حضرت کی عبا بن گیا - اور حضرت نے مغرب کی جانب منہ اٹھا دیا - الغرض اسی طرح ہمارے لکھنوی اونٹ نے بھی خورد و نوش کا سامان ہم پر ہی بچا لیا ہے اور اب سارا گھر سر پر اٹھائے پھرتا ہے - مدد امراً نا پنچ پر لازم ہے کہ اپنے اس اونٹ کی گردن میں گھنٹا باندھ اور دنیا پر اس کے صفات کا انکشاف فرماتے رہیے تاکہ شہر میں اونٹ بدنام کی مثل اصل ہو جائے۔ اور ہمارے شہر سے یہ جا رخ ہو - ورنہ یاد رہے کہ نوجوانوں کا شگفتہ اور یہ شگفتہ ناکام ہو تا دل اجواؤ کے خیال کو اتنا باریک کرے گا کہ خواب میں سوئی کے ناکے کے اندر اونٹ سماتے دیکھا کریں گے - ورنہ شوق تعلیم اس لاغری کی نذر ہو جائے گی۔

راقم ایچ ایچ ایم

سنا ہے عاشق شتر غمزہ کے نام سے کوئی مضمون شائع ہو چکے
جب لیس شکایت برطرف ہو چکی۔

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے۔

حضرات! کاتب بخیر جو دے مقدور ہا لہٰذا پرچہ
دیر میں نکل رہا ہے معاف فرمائیے۔ — کاتب

متقضائے خوئے بد

بڑے وقت پر

ابھی تو ترک ہونے کون ہیں۔ آخر ان کا یورپ میں کام ہی کیا ہے کمبخت خواہ مخواہ کے جھگڑے پیدا کرتے رہتے ہیں۔ آرمینیا پر انھوں نے ظلم کیا۔ انکو حکومت کرنا تو آتی نہیں۔ یہ ہمیشہ چھیڑ چھاڑ کا بہانہ ڈھونڈنے پیش کرتے ہیں۔ وہ زمانہ گزر گیا جب چھپتے پھرتے تھے۔ اب تو بے زبون ہیں، انکا مار لینا چٹکی بجانے کی بات ہے گو ابھی جو دھڑادھڑی انکے شہر یونان کی فوج کھول کے انکو نوچ ڈالا تو کچھ کام نہ کیا۔ جرمنی لٹیرے کا جو ساتھ دے وہ بھی لٹیرا۔ چور کا بھائی چور کی ماسی چھینال۔ آسٹریا ان سب کا تماشائی تھا خواہ مخواہ تقصیر کا طالب ہوا کیسے ایک ولیعہد مارا گیا تو خدا کے بندوں میں کونسی کمی ہو گئی۔ ترکوں نے انکا بھی ساتھ دیا تو بھی تری دکھا دی تھی۔ تہذیب سے ان کو سروکار نہیں۔ جرأت و بسالت سے واسطہ نہیں۔ ڈرپوک ہیں۔ بزدل ہیں۔ نامہذب ہیں۔ صدی کی کوئی دہائی ایسی نہیں گزری کہ انکا ملک پرایوں کے کٹنے نہ لگا ہو یعنی بے غیرت بھی ہیں۔ ابھی چند سال ادھر کا ذکر ہے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے ناکوں چنے چبوا دیے۔ آخر ہاری ماننی پڑی۔ کچھ نہیں۔ دنیا میں انکی عزت ہے نہ آبرو ہے۔ معلوم نہیں کہ ہمارے یہاں قصاص کا دستور ہے کہ ایک جان ہماری طرف کی ہو کم بھی تلف ہو تو حریف کے زن بچے تک کو کولہو میں پیل ڈالیں۔ مہدی سوڈانی سے قبر تک قصاص لیا۔ اب رہا یہ کہ ہم نے ہر جا بے جا دوستی کا دم بھرا تو صاحب وہ تو دیکھنے کی مروت تھی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان کم بختوں کو وہاں مارنا چاہیے جہاں پانی نہ ملے۔ پرلے سرے کے متعصب ہیں۔ اگر سچ میں یہ مسلمان ہیں تو بقول بزرگان کے۔ وہ ننگ انسانیت خصم خدا ہوتے تو تثلیث مقدس کے ڈنکے بجتے ہوتے۔ جس ملک میں یورپ کی ہر ایک مسیحی طاقت دوسری قوت سے سر پھٹول جو کرتی۔ اور یہ تو دیکھیے۔ ہندوستان کے مسلمان ایران کے مسلمان۔ ترکستان کے مسلمان۔ افغانستان کے مسلمان۔ مصر و عراق کے مسلمان۔ عرب کے مسلمان چین کے مسلمان ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے مگر خدا جانے انھوں نے کیا جادو کر دیا ہے کہ سب انھیں کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ ہم نے جاہی تہذیب پھیلانے میں سر کا پسینہ ایڑی سے بہایا۔ تو ہم کوئی چیز نہیں۔ اگر ان کا استیصال کلی نہ ہوا تو جہاں کہیں ایک بھی مسلم ہے مونچھوں پر تاؤ دیگا۔ مزا یہ ہے کہ جب تک آپس میں جوتی پیزار کرتے ہیں ایک دوسرے کو دیکھ جلا جاتا ہے لیکن جب ان پر مصیبت آتی ہے تو آپس کی ساری جلی کٹی بھول جاتے ہیں اور روپیہ۔ تو پیسہ۔ تو ہوائی جہاز۔ یا روگن کابندی کرتے تو جنگ یونان کی طرح سارا آفریقی دل ہم ہی پر رخ کرتا۔ اور ان کا ساتھ دیتا۔ لاحول ولا۔ ان سے دوستی کرنا اور درندے پر عاشق ہونا برابر ہے۔ اگر ہم نے ان کو اپنے برابر کرسی دی یا ان کی بات پوچھی تو واللہ عزت میں بٹا لگ جائیگا یعنی یوں میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے۔ نہ وہ راستہ ان کو منہ لگانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کے مسلمان کھینچیں گے۔ شاید ترکوں میں ابھی کچھ دم باقی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ منہ چڑھتے ہی کمال کا فیض خانساماں

او خانساماں۔ بیرا۔ چپراسی۔ ارے کوئی ہے یہ جو صاحب دروازے پر کھڑے ہیں ان سے کہدو چلا جاوے۔ ڈیل چال صاحب کو فرصت نہیں۔ ہم تم ملنا نہیں مانگتا۔ ہمارا وقت نہایت قیمتی ہے۔

بن پڑے کی بات

واہ وا! آپ ہیں؟ بھائی صاحب کیسے خیر و عافیت تو ہے۔ بھائی تمہی کو سلام علیکم برادر یوسف کمال بے آداب عرض ہے۔ میاں گشتی آپ بھی مرا جانتے ہم اور آپ ہمیشہ کے دوست ہیں دیکھیے ہمارے آپ کے کبھی نہیں بگڑی یار لوگوں نے لاکھوں فتنے سنگے کہ ہم سے آپ سے بگڑ جائے مگر نہ بگڑنا تھی نہ بگڑی۔ مصر کے بارے میں نہ بگڑی عراق کے بارے میں نہ بگڑی۔ عرب کے بارے میں بگڑی۔ وہ جو کبھی کبھی دو دو ہاتھ ہو جاتے تھے تو وہ محبت آمیز خونریزی تھی۔ وہ دوستی اور وہ ہاتھا پائی وہ عشق آگین خنجر بازی وہ خوش طبعی تھا۔ یادگار کس قدر راحت افزا ثابت ہوئی۔ چمٹوا دیا اسمیں بھی شفقت شریک سینہ زخمی کیا اُسمیں بھی مودت شامل۔ آؤ آؤ۔ اہلاً و سہلاً۔ واللہ تمہارے دن پھرنے کی دعا مانگتے مانگتے زبان گھس گئی۔ تمہارا سایۂ عاطفت آرمینیا پر باعث تھا۔ کامل یقین ہے کہ اگر یہ ماشاءاللہ نہ باشد کامل آرمینیا مشفق روس کے جبڑوں میں نہ آ جاتا تو ہرگز تم کو روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ تم ہمیشہ سے سزاوار حکومت ہو۔

سعدیا عطائل ملک بہ ترکاں دادند

جب سے تم نے یورپ میں قدم رکھا ہے تمام یورپین طاقتیں آپس میں متحد ہو گئیں۔ اہا ہا کیا مسعود قدم ہیں۔ کیا بھاگوان پیرا ہے جب دو دراز حال سات سمندر پار میں یا تم پر وقت آ پڑا تھا تو بھی میں سچ کہتا ہوں مجھے ضعف ہضم کی شکایت ہو گئی تھی تمہارے سر کی قسم خدا گواہ ہے کہ مصر کی حکومت یا سرحد ہند کی نگرانی یا آئرلینڈ کی سرپرستی ہوئی کہ کسی چمن سے نہ بچی کسی تیزاب سے تحلیل ہوئی۔ اور وہ جو پہر تمہارے خون میں شامل ہونے کا الزام ہے وہ بھی دراندازوں کے ڈھکوسلے تھے۔ سکا لفظوں میں انگلی سی نہ کہتے تو بعد کو یہ موذی سارا جہاں ہم پر رکھتے۔ ہم نے جو مخالفت کی تھی وہ دل سے نہ تھی۔ بات یہ ہے کہ دلوں کی گتھ الٹی ہوتی ہے۔ کمبخت کی تو سے کھلیاں کی۔ ضدی بچے کو جس کام سے باز رکھنا چاہو اور وہ کرے وہی کرتا ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے

ع مانگیں گے اب تو ہم بھی دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

بس اس ظاہری مخالفت کو بھی کچھ ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔ ہمارے تمہارے ازل کی دوستی ہے۔ یونانی کمبخت کو جو تیر تمہارا تھا وہ بھی دوستی کی راہ سے کہ اب تو بھی لو دیکھو دل میں حسرت نہ رہ جائے میرا دوست دبیل دبلا ہو گھسٹر ہو تو نہیں ہے تمہارے گھٹنوں کی دبیٹ میں آتے وہ تو نہیں۔ اب رہ گیا عراق والا معاملہ

تو بھائی صاحب وہ بھی حق دوستی ادا کرنے کا ایک نرالا ڈھنگ تھا۔ یہ ملک کمبخت تمہاری بھائی کا چور تھا۔ جو گوشت کا جدا کرنا ہی مناسب ہے۔ ممکن ہے کہ تم بھی جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ دینے پر ہماری محبت کے جوش میں آمادہ ہو گئے ہو خیر اب وہ دونوں بیچارے پسپا ہو گئے اُن کا ذکر ہی کیا۔ روس کے قرہ قوت جو تم پارہ پارہ کا نشے ہوئے ہو ممکن ہے کہ یہ بھی ہماری دوستی کے جوش میں ہو۔ کیا سنئے کہ دوست کا دوست بھی دوست ہو جاتا ہے۔ رہ گیا عرب کا معاملہ جیسا عرب کی ذات بیوفا ہوتی ہے بھلا یہ سا خیرخواہ کیونکر دل سے گوارا کرتا کہ تم بیوفاؤں کے پھندے میں پھنسو یہ کمبخت کینہ توز زر پرست۔ مجسم کفر و نفاق ہیں۔ ہم نے تمہاری آفت اپنے سر او ڑھ لی ہے ذری پہاڑ کے نیچے آنے دو میاں بلبلانا بھول جائیں گے عیسیٰ اگر تمہارا قد اصل ان سے نہ ہوں جب ہی کہنا۔ دشمنوں کو کیسے وہ دو رسم دوستی سے قطعی ناخبر ہیں۔ وہ اُس لذت سے واقف نہیں ہیں جو اپنی دوست صرف کرنے میں ایک دوست کو ہوتی ہے۔ تیرا سو میرا میرا سو میں ہیں سے

نکلی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا فرق اس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

ابھی یہاں تو اپنا شیوہ وفاداری و سلامت روی ہے۔ ایرانی ہمارا دوست ہے اسلئے کہ وہ تمہارا دوست ہے۔ رشتہ دوستی اُسوقت سے متوالی و متوالی تاکا ہو گیا جسوقت سے ہم نے روس کو نصف ملک کا مژدہ سنایا اور پھر ایران کو اُسکے قابو میں سونپ دیا۔ افغانستان بھی ہمارا دوست ہے دوست کیسا اچھی حق ہمسایہ ماں کا جایا کہنا چاہیے۔ غرض ہم کیسے دوست نہیں ہیں ہم تو ہر صبح تیشہ وفاداری کندھے پر رکھکے دنیا بھر میں گشت لگاتے ہیں فرہاد کی طرح صدا دیتے پھرتے ہیں یہ کام ہمارا کرزن کا دوستی کرنا ہو۔ چار پائی توڑنا ہمارے تمہارے درمیان جو ذرا سی جھجک باقی ہے وہ موصل کا معاملہ ہے تم جانتے ہی ہو یکم تمہارے گھر میں آنے سے بھی انکار نہ تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ذرا ناتوں کے لینے دینے سے ہم نے آجتک تمہارے معاملات تمہارے گھر میں بیٹھ لئے نہیں کیے گھر خیر گذشتہ را صلوات۔

بیا دمادتا بھائی جان اسوقت تم کچھ کر رہے تھے آپ تھوڑا بہت ہماری پالکی دیکھنا اور پھٹ دیکھنا پھر یہ دوست کن آنکھوں سے دیکھتا ہے حالی الحال تمھیں خدا تم ہنسنے کئے تو نا مقبول جا ق چوبند ہو۔ تم کہا پنے گھر میں آرام تمام بیٹھے۔ دیکھ کے میں بہت خوش ہونگا کہ خدا نے یہ دن دکھایا اسی دن کی تمنا تھی سے

ستم کے تم بھی قابل خداوند دون کرے

بھائی صاحب! ہندوستان کے مسلمان مجھے بہت عزیز ہیں۔ انکی خاطر سے بھی مجھے ایک مرتبہ تم سے بغلگیر ہونا ضروری ہے۔ بے سامان کرو بندہ وطن میں شیخ فرید قبل میں انشیں۔ نہیں موصل لے کے آتا ہے۔ ارے کوئی ہے؟ بیرے! بیرا! خانساماں! بستر باندھو۔ بھائی یوسف کمال پاشا صاحب بے نیاز سند خاص اسے پہ سی کا کسا آتا ہے انشاء اللہ قسطنطنیہ ہی میں موصل کا معاملہ طے ہو جائے گا۔ واللہ آپ کے بار بار تشریف لانے سے بہت مجیب ہوں۔ خصوصاً ایک مرتبہ آپ غریب خانہ پر آئے تا مستقل خانساماں نے خدا جانے اس مخلص کی جانب سے کیا کہدیا جو آپ اپنا سا منہ لے کے چلے گئے۔ اس مردود کو مجھے دیا ہوتا کفش خانہ کی وسوقت تک سرفراز فرمایا جب تک کہ بندہ اپنے ضروریات سے فارغ ہوکے آپ کی مہمانداری و میزبانی کا شرف حاصل کرتا آپ جانتے خانساماں اور بیرا اگر عاقبت اندیش ہوں تو پھر انھیں کو انگلستان کی وزارت خارجہ نہ مل جائے بندہ کیوں پوچھا جائے۔ بہرحال بھائی صاحب دیکھئے یہ بندہ پہلے پہل آپ کے یہاں بطور مہمان کے حاضر ہوتا ہے موصل (موصل) کے سوال پر کالی نہ دیجئے گا جو کچھ فرمائیں ذرا آپ کو رنگ بخیل اور کنجوس کہیں تو اور بندہ کی بات بھی جائے کیا معنی کہ آجتک ذرا بھی بے اعتقادی کی روایت ذرا وجہ حرکت مردود نے سے

آن گدائے بے نوا در پے تو زندہ بود
ناگمان از خرقہ سر بیرون کشید شاہ شد

کی شکل پسند کر دکھائی ہے۔ جو آپ کی جانب سے ملکا جواب ملا تو یہ اعتقادی کہ سارے حماقت کی پکڑ بھی شروع ہو جائے گی۔ رہ جنرب مینڈ القہ کے باشندے ہونگے اور آپکے اس مخلص دیرینہ کے نازک کان سو جھا ہے تو بس نہ چھیلا آئی گئی بندے کے کانوں پر ہو جائے گی۔ سب کے آخیر میں ایک لفظ کا مکرر سہ کرر اعادہ کرتا ہوں۔ دوستی! دوستی!! دوستی!!!

راقم

زبان حال

کابلی

قطعہ

یوں کیا مسٹر نے کھدر پوش نے کر دیا کمال
کیا دھرا ہے ہیٹ میں رکھا ہے کیا پتلون میں

اپنے خویش و اقربا سے بیخبر بیوٹے سیل
سقدر آخر سفید ی آ گئی کیوں خون میں

ہم نے مانا آپ صاحب کی خوشامد ہے ضرور
یہ روش کہی ہے لیکن کون سے قانون میں

بیوہ ٹھکا کر دیا مسٹر نے یہ اس کو جواب
تم سے جاہل ختم ہو جا بیٹھے سب طاعون میں

وضع کیا ہندوستان کی اور کیا ہندوستان
نیچ کیا گر جنوری میں تو مئے گا جون میں

تم وہ ہو جس کو سر و پا کی نہیں مطلق خبر
غور سے دیکھو تو کیا ہے ہیٹ میں پتلون میں

لد گئے اگلے زمانے سو نیا دنیا کا رنگ
مشرق و مغرب کا بل ہے کھدر اور گیبرڈین میں

کھل رہے ہیں جا بجا اسکول تعلیم کے
اب تو لاکھوں بچھا نا بھٹ ہے ہر جون میں

دور جام چین پر ہے مدار بزم عیش
تم ابھی تک ہیں پڑے ہو منشہ افیون میں

جیس کا انداز بھی ویسا ہو جیسا دیس ہو
صاف لکھا ہے یہ اہل فہم کے قانون میں

ہیں تو ہوں پابند حیرت کچھ نہیں کھلتا قتیل
زندگی کا سی میں اب کتنی ہے باکو ون میں



صورت قیاس ”قانون شکنون کے پلتون اگر کونسلون مین شیر مردان قلم رہ گئے تو پھر لامحالہ فوج کے طرم بارخان جاہل اعظم بنینگے“

نقد النقد

تحریک لاہور

حکیم مظفر حسین صاحب اظہر دہلوی کی نگرانی میں ایک اچھا رسالہ بنام "تحریک" شائع ہوتا ہے اس کے مقاصد بھی اعلیٰ ہیں یعنے نظم و نثر اردو کی تنقید و اصلاح - اس کے چند نمبر ہم نے دیکھے بعض مصنفین کے کلام پر جو اصلاحی قلم پھر گیا ہے مشتمل بر صحت ہے اور اعتراضات بھی وارد ہیں۔ ہمارے حکیم صاحب نے ایک سوط (تازیانہ) مطلق العنان اہل قلم کے واسطے تیار کیا ہے جس کی ایک چٹکی سے شاید نظم و نثر اور انشا پردازی میں تحریک پیدا ہو گی چیخیں اٹھیں گی - ہمیں معلوم نہیں کہ پنجاب نے اس نکتہ چین رسالہ کو کس نظر سے دیکھا کیا معنی کہ شعرا سے زیادہ کوئی گروہ زود رنج نازک دماغ ہے نہ تحسین و توصیف کا دلدادہ - بہرحال کوشش نہایت مبارک ہے درستی زبان و خیالات کی ریزش شروع ہو جائے تو ایا ریچ فیقرا کی ضرورت داعی نہ ہو۔

سالانہ چندہ تین روپیہ ہے منیجر تحریک لاہور سے طلب فرمایئے ہماری رائے ہے کہ حکیم صاحب کسی قدر توجہ ان مشاہیر کیجانب بھی مبذول فرمائیں جنہوں نے نہ تو زبان پر عبور حاصل کیا نہ فصحا کی اصلاحات پر غور فرمایا نہ متروکات کی اطلاع ہم پہونچائی نہ مذموم پہلوؤں سے اپنے کلام کو بچانے کی سعی کی اور لگے شعر کہنے۔ لفظی و معنوی دونوں سقم کو وہ داخل عیب نہیں سمجھتے - مثلاً حال ہی میں ایک بڑے علامہ سر ڈاکٹر کی نظم امرتسر کے اتحاد الاسلام نے شائع کی ہے بھرتی کے الفاظ اور دیگر عیوب شعری سے قطع نظر کیجئے اور صرف دو شعر سن لیجئے ؎

یارب دل انسان میں وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

دیگر

آتش نفسی جس کی کاشانوں کو جلا ڈالے
اس بادیہ پیما کو وہ آبلہ پا دے

ایسی شاعری کے لیے صرف جناب حکیم صاحب کا محرک تازیانہ اور تحسین آفریں سوط کافی نہیں بلکہ چھڑی کی بھی ضرورت ہے۔

ایک طالب علم کو استاد نے بتایا کہ میاں نفس اور نفس ایک ہی چیز ہے علے ہذا القیاس روح اور ریح کا مادہ بھی ایک ہے - غریب طالب علم کچھ خاموش ہو گیا - استاد نے پوچھا کیوں بھئی کس بات کی فکر ہے شاگرد نے جواب دیا کچھ نہیں " ابا جان کو کھانسی بھی ہے اور بواسیر بھی ڈرتا ہوں کہ نفس کے ہمراہ نفس اور ریح کے ساتھ روح نہ مفارقت کر جائے"۔

شعر بالا میں "روح" کے ساتھ "تڑپا" کی آواز اور اس آواز کے ساتھ پادنے کی خلاف تہذیب حرکت تمنا کی زندگی تو خیر لیکن روح فن شاعری و فصاحت کو بہ ریح فنا اڑا دینے کے واسطے کافی ہے۔

اپنے عصر کے دو نامی گرامی فصحا بر سر منبر لوک دیے گئے ایک صاحب کی زبان سے بجائے "منہ" کے "رو" کا لفظ نکل گیا یعنے مصرعہ یوں تھا ؎

جو منہ پہ چڑھا تیغ کے گھاٹ اسکو اتارا

زبان سے یوں نکل گیا ؎

جو رو پہ چڑھا تیغ کے گھاٹ اسکو اتارا

سامعین نے داد عنایت فرمائی - واہ واہ کیا خوب "جورو پہ چڑھا" ہا ہا - اے سبحان اللہ حضور مصرعہ پھر عنایت ہو - ہاں - کیا؟ "جورو پہ چڑھا۔"

دوسرے صاحب نے مصرعہ پڑھا ؎

جس طرح سے نغمہ کی صدا تار پہ دوڑے

سامعین نے یوں دوہرایا۔ "واہ واہ کیا خوب "پادر کے" ہا ہا کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے "پادڑے!"

یہ دونوں بزرگ بہت خفیف و شرمندہ ہوئے تو بات کیا تھی - وہ تھا ناہمہ لوں کا زمانہ جبکہ تہذیب کے یہ بہترین نمونے یہاں موجود تھے - صاحبانہ ایٹیکیٹ (دستور معاشرت) سے لوگ اجنبی تھے - ہمارے فاضل صاحب دام اقبالہ کی شاعری نے وہ زمانہ پایا ہے جبکہ یورپ کی مہذب معاشرت نے بر سر محفل اس حرکت کو جائز قرار دیا ہے یہی دور سے سلیمانی دور نہیں بر نیز آزاد ہے روح بھی آزاد ریح بھی آزاد جدھر سے چاہے نکلے کسی کا اجارہ نہیں اسی طرح شاعری کی قوت بھی آزاد ہے جدھر سے چاہے خارج ہو اور مشام سامع کو معطر بنائے۔

سنتے ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب نے بذریعہ اعلان دوپہر کی توپ چھوڑنا بند کر دی ہے یعنے فوجی مصارف میں روزانہ ایک فیر کا خرچ ضائع و بیکار جاتا تھا وہ موقوف کر دیا گیا جو میونسپلٹی اس دادن کو ضروری سمجھے وہ خرچ ادا کرے توپ چلا کرے گی لیکن اگر ہمارے شاعر صاحب کی دعا قبول ہو گئی یعنی آتش نفسی نے بارود کا خواص پیدا کر لیا کاسے تنک کی گیس آبلہ پا میں گھسی اور گھسی تو پھر اس توپ کا خرچ میونسپلٹی کو ادا نہ کرنا پڑیگا - "مصرعہ شکر اپنا گھر - پڑا شکر اپنا گھر - گھنٹہ بھر میں دش فائر" - ہمارے ایک خلیل دوست نے جب یہ اشعار سنے تو فرمانے لگے کہ اگلے زمانہ میں لوگ اپنے نام کا سجع کہلواتے تھے غالباً شاعر نے ان دونوں شعروں میں ...... کا سجع کہا ہے۔

راقم
ادبار الشعرا
بقلم
مخوا بجائے ہوئے

مولانا پنچ کی نوٹ بک

کمیشن بازی کا عارضہ اس قدر روز بروز بڑھ رہا ہے کہ نتیجہ میں ڈھاک کے تین پات دیکھتے ہیں پھر بھی کمیشن پر اپنے معاملات کی تحویل کرتے چلے جاتے ہیں چنانچہ دیوان رنگا چاریہ (ڈپٹی پریذیڈنٹ ممبر) لیجسلیٹو اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ہندوستان کو نو آبادیوں کا سا درجہ عنایت فرمانے کے لیے ایک کمیشن کا مطالبہ کرنے والے ہیں خالی نو لی کمیشن نہیں "شاہی کمیشن" مقرر کیا جائے۔ اگر دوا کے ورود شاہی کمیشن ہے تو صوبل سرودھ والا شاہی کمیشن دور بیٹھ گیا ہے اسی کے سر پر تحقیقات بھی جوڑ دی جائے۔ تاکہ مصارف مہمانداری میں کسی قدر تخفیف ہو۔ ایسے کمیشنوں نے

نہ کبھی کچھ ہوا ہے نہ ہوگا۔ پارہ وحش کے ناخون تو۔ نیا بغیر انعقاد کمیشن کچھ اکھاڑ نہیں سکتے؟ کمیشن کے مطالبہ کا نتیجہ حضرت غالب مرحوم مدتوں پہلے اپنی ایک غزل میں یوں نظم کر گئے ہیں ؎

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اُٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے

بھیک مانگنے والے اگر کمیشن کے ذریعہ اپنی محتاجی ثابت کرنا چاہیں تو وہ پیٹ بھرے ہیں۔

آخر بیچارے لینن صاحب چل بسے اور کسی کے رکے نہ رکے۔ ۲۶ جنوری کو اُسی زمین کے سپرد کر دیے گئے جس پر اُنھوں نے تماشا اور موت رکھا تھا اگر یہ بھی درستی کا ہم لحاظ کریں تو کہہ سکتے ہیں کہ خوب ہوا اچھا ہوا سو مرتبہ مرتے تو اچھا تھا ابھی تو ایک ہی دفعہ مرے ہیں۔

لیکن تھا غضب کا آدمی اتنی بڑی سلطنت کو انگلیوں پر نچانا اُسی کا کام تھا۔ اُن مردوں کی مردانگی میں کوئی شبہ نہیں جنکے پہلو میں خدا کی دی ہوئی دوہ موجود ہے گو فی الحقیقۃ مرد وہ ہے جو دنیا کو اپنی مرضی کا تابع بنالے۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ لینن کے مرنے سے پولوسی کیا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

بعض جرائد کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جنیوا میں بچوں اور بچوں کی والدہ دونوں کی نمائش ہوئی کئی ایک مائیں بدشگونی سے بچنے کے لیے گود بھری پڑی لے کے نمائش میں شریک ہوئیں۔ معلوم نہیں ہونے ہمارے گھگھ تماشے بچے دیکھنے والوں کو پسند آئے یا انکی مائیں۔

یہ ایک دستور ہو گیا ہے کہ جب کوئی لاٹ صاحب ہندوستان میں تشریف لاتے ہیں تو انکی لیڈیاں بھی بیکار نہیں رہتیں لیڈی ریڈنگ صاحبہ ایک منصف حاکم کی بیوی ہیں انھوں نے فخریہ اس سالانہ نمائش کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس نمائش کو بھی انصاف سے کوئی تعلق ہوگا۔ جیسے پوچھو تو یہ بیٹھے سے بیکار بھلی کا کرشمہ ہے۔ جو بات دیکھنے کی ہے

وہ کچھ اور ہے یعنی ان بچوں کے ماں باپ پرورش کرنے کی استطاعت بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ اور جو بچے بیمار وہ مزدوریں انکی دیکھ بھال زیادہ ضروری ہے یا کماتے پیتے بچوں کی نمائش؟

ایک گوالے سے میم صاحب نے کہا دل کا بہت دُبلا ہو گیا ہے گوالے نے کہا حضور سا آپ تو دبلی طرف سے دیکھتی ہیں موٹی طرف سے دیکھیے۔ یہ گائے تھی میم صاحب کی ایکن بچے ہیں ہندوستانی لہذا یہ موٹی ہی طرف سے دیکھے جاتے ہیں۔ انکا دُبلا پہلو دیکھنا ضروری نہیں۔ ان بچوں کے فوٹو لندن میں بھیجنا ضروری ہے تاکہ حسن انتظام کی علاوہ تسلی ہو جائے۔

موسیو لینن کی جگہ "آل رشین کونسل" ان امور کی نگرانی و ترقی میں ساعی ہوگی جو انقلاب سیاسی سے ملک کو بعد خرابی بصرہ حاصل ہوئے ہیں۔

ماموں سام (امریکہ) نے مدت سے مے پرستی چھوڑ دی ہے غائب ہو گئے ؎

بعد توبہ کے بھی ہے دل میں یہ حسرت باقی
دے کے قسمیں کوئی اک جام پلا دے ہم کو

یہ اُن لوگوں کا قول ہے جن میں شباب کی ایک کنی باقی ہے مگر ماموں ہو گئے بُڈھے اور مے پرست رند مشرب مجانیوں کی حسرت پوری نہیں ہونے دیتے۔ ہمارے جان کل آپ جانیے پڑتے گرنگے ہیں بڑے سے کے منہ میں شراب کا ایک جہاز بھیجیے

پنجاب کے مشہور شہر قصور کی خوشبودار میتھی جو ہر قسم کی ساگ ترکاریوں کی نسبت اعلیٰ درجہ کی لذیذ ہوتی ہے۔ ہندوستان کے علاوہ ملک غیر تک جاری ہو کہ ان سے حاجی اور روساو کی خدمت میں تحفہ پیش ہوتی ہے اسکی تھوڑی سی مقدار ہر قسم کے سالن کو بہت مزیدار بنا دیتی ہے کہ ایک روٹی کھانے کی بجائے سیر نہیں ہوتی جب برتن میں ختم ہو جاوے پھر بھی کو دل نہیں چاہتا ایک دفعہ منگوا کر ملاحظہ فرمائیے قیمت مع محصول ڈاک وغیرہ ایک سیر کا ۱ روپیہ عمدہ ۸ آنہ فی سیر ہے

شیخ محمد بخش حبیب اللہ قصور (پنجاب)

نکلے تھے۔ ماموں بہت ناراض ہوئے اب جہاز واپس کیا گیا ہے۔ قاضی و محتسب اس میں معلوم نہیں دنیا کو با آسانی ایک شراب اطلاقی سے ہم یہ تجارت کا ٹھیکا لینا اور پھر دھڑا دھڑ کرنا کس صاحب تجارت آزاد ہے زبردستی خریدیے اضطرار کیجیے کون سی خرابی ہے۔

لیجیے جناب اور سنیے۔ اللہ میاں کے عقول کچھ ہے قانون پر یاروں کی طبع آزمائی ہونے لگی مصر میں ایک بڑا ۲۲ گیں سلطانی یعنی تعداد واچ کے اوپر جھنڈا تیار ہوا ہے اس جماعت کے چندے میں ابھی تو صرف اسی قدر لکھا گیا ہے کہ جو روز روزے کو سنتی اور قاضی کے سامنے وجوہ ضرورت کھول کے دکھانے پڑیں گے اگر وہ اجازت دیں تو خیر ورنہ سنت کو خیرباد۔ جہاں خدا نے ممانعت کی مہر نہیں لگائی وہاں قاضی صاحب کا قفل پڑے گا بیچاری سچے نہیں ہیں ترکوں نے بھی بڑے وثنیت و بدعت

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۲۴ء)

نمبر مقدمہ ۱۸

بعدالت چودھری محمد عظیم آنریری اسسٹنٹ کلکٹر مستقام [illegible]

چودھری [illegible] ولد چودھری احمد حسین قوم شیخ ساکن [illegible]

ضلع [illegible] مدعی

بنام۔ [illegible] قوم [illegible] ساکن [illegible]

ضلع [illegible] مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام پر [illegible] ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۲ ماہ فروری ۱۹۲۴ء وقت ۱۰ بجے [illegible] اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے واقف ہو حاضر ہو اور [illegible] امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دیں [illegible] کو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو [illegible] اور چونکہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی دن اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو جن کی شہادت پر [illegible] جو [illegible] کہ تم [illegible] کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۶ ماہ جنوری ۱۹۲۴ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم

(مہر عدالت)

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کتابت بھی اور راقم بھجا ہے مضمون نگاروں کی قابلیت اڈیٹر کی استعداد سے اُنھیں کافی وقفیت ہو گئی اُنکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ جو فالتو پرچہ دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب معلومات کو اُس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اس کی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اُس کے مذاق کے موافق مل جائیں تو دام وصول۔ ورنہ بسیج پی ہزار نعمت کھائی" مایہ بخیر شما بسلامت۔

۲۔ نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاک خانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے اے حضرت منی آرڈر بھیجئے کہ ہم انتظار وصول زرقیمت سے اور آپ انتظار ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

۳۔ بعض قدردان دفتر سے ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچہ اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ اُنکی تعمیل ارشاد صرف اُسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں موجود ہوں۔

(۴) جو پرچہ ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جاتے ہیں وہ صرف آٹھ روز کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ غصہ اور دشنام کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ منگا لیجیے۔

(۵) اگر یہ پرچہ پنچ الملک کے لیے آپکی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے پوری قدر دانی ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی امکانی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔ والسلام۔ منیجر۔

بچوں کو ایک شدید تکلیف سے نجات

گو خسرہ سیتلا کا رجوا گر دغدل میں اس بات پر غور و خوض کرنے کے اپنی ایجاد سے چیچک کی تکلیف میں تخفیف کردی تو ہم انکی دریافت پر اس سے زیادہ فخر و ناز کے مستحق ہیں کہ ہم نے ایک ایسی دوا ایجاد کی جس کا استعمال بلا کسی تکلیف کے ہمیشہ کے واسطے بچوں کو چیچک سے محفوظ کر دیتا ہے۔ یہ دوا اگر چھٹی چلے کے زمانے میں بچہ کو تین چار روز تک پلا دی جائے تو عمر بھر چیچک نہ نکلے گی۔ علما کا خیال ہے کہ عمر بھر میں ہر شخص کے واسطے ایک مرتبہ چیچک نکلنا منجملہ مقدرات ہے لیکن اب ہم اس کے قائل نہیں ہیں اور وثوق کے ساتھ نومولود بچوں کے واسطے اس دوا کو پیش کرتے ہیں۔ پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ ایسی معتبر نظیریں موجود ہیں جنھوں نے یہ دوا استعمال کی اور چیچک سے تاحال محفوظ ہیں۔

قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

المشتہر
محمد امتیاز حسین۔ دفتر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردی جائے گی۔
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۲ء کی چند ہی جلدیں بچ سکیں مشتاقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد عہ مع محصول ڈاک
(۲) جلد ۱۹۲۱ء کے ۹ نمبر ان نمبروں میں دلفگار پر واز ی کے بہترین نمونے موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو فوراً طلب کرنا چاہیئے فی جلد عہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

نرخنامہ اشتہارات اخبار اودھ پنچ لکھنؤ (پیشگی)

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مندرجہ بالا نرخنامہ رعایتی ہے اب کوئی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اتفاقی اشتہارات کے لیے ۲ آنہ فی سطر۔ نصف یا نصف کالم کے سرکاری اشتہارات کے لیے پانچ روپیہ (۵ عہ) فی اشاعت۔

منیجر

اعلان باحلف

عمل چہل روزہ ... عمل چہل روزہ

دعاء سیف المحبت

ناظرین اگر آپ کسی پر عاشق ہوں اور نفسا ہو خواہ مرد ہو یا عورت اگر آپ سے وہ کتنے ہی فاصلہ پر ہو اور حسب منشا رشادی کرنا چاہتے ہیں یا کسی حاکم کو تسخیر کرنا ہو تو ہندو صاحبان مومنی منتر اور اہل اسلام دعا محبت منگا کر آزمائیں موہنی منتر معلوم ہی اسقدر بامذکور ہے اور یہ ہی مشتق ہو جاتا ہے خواہ وہ کیسا ہی سنگدل ہو قسم ہے قرآن کی یہ وہ دعا ہے جسکا عامل کبھی محروم نہیں رہتا ہو ورنہ آزمائیں ہیں بیٹھا کر روپیہ سے دور ہوں ... صرف ... ہو جاتا ہے یہ موہنی منتر ایک خاص عامل سے لیا جاتا ہے جو ہر وقت آپ کے پاس حاضر ہے۔ رہبر عشق ... لذت عشق ... لذت الشباب ... تصویر ... مفتاح الیسر ...

منیجر دربار عشق ڈاکخانہ ... ضلع سہارنپور

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کی جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ حال موسیقی کے جز و کلی اور کلی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

زیر طبع ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ صفت یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم کی اشاعت عنقریب ہونے والی ہے اور قیمت ان خریداروں کے واسطے جو پہلے سے خریداری کی درخواست روانہ فرمائیں پانچ روپیہ مقرر کیجاتی ہے۔ حصہ اول کی قیمت فی جلد ... محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ممتاز المطابع پریس وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ سے چھپکر باہتمام محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر شائع ہوا